ڈاکٹرعبدالواجد تبسم
شعبہ پاکستانی زبانیں
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

اقبال اور صدائے کن فیکون: ایک جائزہ

The dynamics of time always remain an important concern of Allama Iqbal writing. His views about the topic are as discussed in Quran and Hadees but Salim Ahmad wrote in his book titled "Iqbal ak Shahir" that he has derived it from Bergson and other western philosophers. This article is the critical analysis of view of Iqbal about the tine and objections as Salim Ahmad.

اپنی ہنگامہ خیز کتاب اقبال ایک شاعر کے ایک مضمون ''اقبال اور صدائے کن فیکون'' میں اس مضمون میں سلیم احمد نے اقبال کے نظریہ سکون وحرکت پر بحث کی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اقبال کے نزدیک مشرق سکون پرست ہے اور مغرب تغیر پسند۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرق کا مزاج راہبانہ ہے اور مغرب کا تاجرانہ۔سلیم احمد اقبال سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مشرق میں بدھ مت کے علاوہ کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کا مزاج راہبانہ نہیں ہے۔ جب کہ مغرب میں عیسائیت کا مزاج ایسا ہے۔اس کے ساتھ سلیم احمد لکھتے ہیں: ''دوسرا افسوس مجھے یہ ہے کہ اقبال جیسا دانائے راز مغربی ذہنیت کو تاجرانہ کہتے وقت مشرق کے بنیوں کو بھول گیا''(۱)

سلیم احمد اس بحث کو سوال در سوال آگے بڑھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔کیا مغرب ہمیشہ سے تغیر پسند رہا ہے؟ پھر خود ہی اس کا جواب نفی میں دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ عہد جدید سے پہلے مغرب بھی ایک گہری نیند سو رہا تھا۔ان کا اگلا سوال یہ ہے کہ سکون وحرکت میں سے کس چیز کو برتری حاصل ہے؟ سلیم احمد کہتے ہیں کہ سکون ایسی بری شے بھی نہیں ہے، ہماری روایتی دینیات میں یہ مقام ذات باری تعالیٰ کا ہے۔جو خود ساکن ہے مگر ہر حرکت کا منبع ہے۔لیکن اقبال حرکت وتغیر کے علمبردار ہیں۔سلیم احمد لکھتے ہیں: ''اقبال مغرب کے خلاف ہیں مگر سکون وحرکت کی بحث میں مغرب کے ساتھ ہیں۔یعنی جدید مغرب کے''(۲)

اقبال حرکت وتغیر کے اتنے قائل ہوتے ہیں کہ عام اسلامی عقائد کے برعکس ذات الٰہی میں تغیر کی نمود دیکھنے لگتے ہیں اور آیہ کریم ''کل یوم ھو فی شان'' کو اپنے دعوے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں خود اقبال کی تشخیص کے مطابق یہاں پہنچ کر اقبال کے خیالات قطعی طور پر مغربی ذہنیت کے مطابق بن جاتے ہیں۔

اپنے اس مضمون میں سلیم احمد نے جہاں اقبال کے نظریہ حرکت وسکون سے بحث کی ہے وہاں مشرق ومغرب کے مختلف نامور فلسفیوں کے ہاں بھی زماں ومکاں کے نظریات کا جائزہ لیا ہے۔اس ضمن میں انہوں نے برگساں کے خیالات پر محاکمہ کیا ہے لکھتے ہیں:

''برگساں نے ارتقاء کے تخلیق کا نظریہ پیش کیا، جو ان معنوں میں ایک مادی فلسفہ ہے کہ صرف ممکنات (Becoming) سے بحث کرتا ہے۔اقبال اس کے نظریہ دوران محض سے اتنے متاثر ہوئے کہ زمانے کو خدا کہہ بیٹھے''(۳)

سلیم احمد اقبال کی حرکت وتغیر سے گہری وابستگی کا پس منظر ان کے دروں میں اتر کر تلاش کرتے ہیں جیسا کہ انھوں نے لکھا ہے:
''اس کائنات کے تجربے سے اقبال کو دمادم صدائے کن فیکون کی گونج سنائی دینے لگتی ہے اور یہی گونج اقبال کی شاعری کی وہ آواز ہے جو اردو کے کسی اور شاعر کو نصیب نہیں ہوئی''(۴)۔

فاضل مصنف کا یہ کہنا ہے کہ اقبال مغربی ذہنیت کو تاجرانہ کہتے ہوئے مشرقی بنیوں کو بھول گئے کچھ درست معلوم نہیں ہوتا۔حقیقت میں اقبال ایک نظامِ حیات مرتب کرنا چاہتے تھے اس سلسلے میں انھیں مختلف تہذیبوں کا بنظر غائر جائزہ لینا پڑا۔چنانچہ ان کے سامنے زیر بحث مشرقی و مغربی تہذیبیں رہیں۔جب اقبال مغربی تہذیب کا جائزہ لیتے ہیں تو انھیں اس تہذیب میں بہت سی خامیاں نظر آتی ہیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ملت اسلامیہ اور اس کی مروجہ تہذیب سے خوش ہیں انھیں اپنی قوم میں بھی بہت سی خامیاں دکھائی دیتی ہیں۔وہ دیکھتے ہیں کہ اس قوم کے سامنے کوئی مقصد نہیں۔دین کا نام لینے والے تو بہت ہیں مگر اس کی حقیقت کو سمجھنے والے بہت کم۔مغرب نے پھر بھی عقل ودانش سے کام لے کر عناصر فطرت کو اپنے قابو میں کر لیا اور مادی ترقی کر لی لیکن مشرق میں روحانیت تو ایک طرف عقلیت کا بھی فقدان ہے۔نہ اس کا ظاہر ہے نہ باطن:

میرا سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیر نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی حدف
تیرے محیط میں کہیں گوہر زندگی نہیں
ڈھونڈ چکا میں موج موج، دیکھ چکا صدف صدف
عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگارِ دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف

یہ محض سطحی سا خیال ہے کہ اقبال مغربی تہذیب کو تاجرانہ کہتے وقت مشرقی بنیوں کو بھول گئے سلیم احمد کا یہ دعویٰ کہ اقبال تغیر کے اس قدر قائل ہوتے ہیں کہ ذات الٰہی میں تغیر کی نمود دیکھنے لگتے ہیں اور وہ آیہ کریمہ ''کل یوم ھوفی شان'' کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کچھ درست معلوم نہیں ہوتا اس سلسلے میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کا کہنا ہے:

''اس (اقبال) کے نزدیک خدا ایک نفس کلی یا ایک ''انا'' ہے؟ انائے کامل ومطلق فقط خدا ہے۔اس کی عینی اور اساسی صفت خلاقی ہے۔''کل یوم ھوفی شان'' کے معنی اقبال کے نزدیک یہی ہیں کہ اس کی خلاقی مسلسل

اور لامتناہی ہے۔ ''کن فیکون'' کی صدا ہر لمحے میں آرہی ہے'' (۵)

اقبال خدا کی ذات میں تغیر نہیں دیکھتے بلکہ اس کی خلاقی صفت کو مسلسل بہ ارتقاء دیکھتے ہیں اقبال انگریزی لیکچروں میں اس عقیدے کا اظہار کرتے ہیں کہ خدا اپنی ماہیت میں ایک نفس ہے اس لئے وہ نفوس ہی کو خلق کرتا ہے؟ تمام کائنات نفوس ہی پر مشتمل ہے جو قوت و شعور کے لحاظ سے ارتقاء کے مختلف مدارج میں ہیں۔ یہ عقیدہ عارف رومی کے بنیادی عقائد میں سے ہے چنانچہ مثنوی کے آغاز ہی میں یہ خیال ملتا ہے کہ کائنات ارواح کا ایک نیستان ہے، ہر روح خدا ہی سے الگ ہوئی ہے اور اس کے اندر بے تابی اور فریاد کی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف لوٹنا چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے تمام موجودات میں ایک جذبہ ارتقا پایا جاتا ہے۔

''انا'' کی سب سے زیادہ ارتقاء یافتہ صورت انسان میں ملتی ہے۔ چونکہ خدا تک واپسی کا راستہ لامتناہی ہے اس لئے انائے انسانی کے ممکنات ارتقاء بھی لامحدود ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ حقیقی مطلقہ حرکت وتغیر سے ماورا ہے لیکن کائنات حرکت وتغیر سے خالی نہیں۔ سلیم احمد اس سے دو نتیجے اخذ کرتے ہیں اول سکوں کو حرکت پر فوقیت حاصل ہے دوم مشرق کی سکوں پرستی درست ہے اور مغرب کی حرکت پرستی غلط۔ ان نتائج کی روشنی میں سلیم احمد یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حرکت وتغیر پر اقبال کا اصرار بھی غلط ہے۔

سلیم احمد کے ان نتائج کی منطق درست معلوم نہیں۔ حرکت پر سکون کی فوقیت تو کسی حد تک سمجھ میں آتی ہے کہ وہ ذات جو ہمہ گیر متغیر اور دائم ہے متغیر اور فانی چیزوں پر فائق ہے۔ لیکن اس کے باوجود مشرق کی سکوں پرستی کا درست ہونا اور مغرب کی حرکت پرستی کا غلط ہونا کوئی منطقی بنیاد نہیں رکھتا۔ جہاں تک حقیقت مطلقہ کو حرکت وتغیر سے ماورا ماننے کا تعلق ہے اس معاملے میں مشرق و مغرب کی مابعد الطبیعیات یکساں ہے۔

اسلام کا مقصد زندگی کو کسی ایک صورت میں جامد کرنا نہ تھا بلکہ اسے لامتناہی انقلاب وارتقاء کا راستہ بتانا تھا۔ اقبال قرآن کریم کو دین کی ایک مکمل کتاب سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ اسلام کے نظریہ حرکت سے متاثر ہیں۔ اب سلیم احمد کا یہ کہنا کہ اقبال نے حرکت کی بحث مغرب سے لی ہے کہاں تک درست ہوگا۔

رہی بات یہ کہ اقبال برگساں کے مادی فلسفے سے اس قدر متاثر ہوئے کہ زمانہ کو خدا کہہ بیٹھے اقبال اپنے خطبات ''تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ'' میں لکھتے ہیں:

> **"The problem of time has always drawan the attention of muslim thinkers and mystics. This seem to be due partly to the fact that, according to the Quran, the alternation of day and night is one of the greatest signs of God and partly to the Prophet's identification of God with "Dahr" (time) in a well known tradition referred to before. Indeed, some of greatest muslim sufis belived in the mystic properties of the word "Dahr" (٦)**

جس حدیث کی طرف اوپر کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کے اولین خطبے میں آیا ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

"This is why the Prophet said: "Don't vilify time, for time is God" (۷)

مندرجہ بالا دونوں اقتباسات سے یہ واضح ہے کہ زمانے کو ذاتِ الٰہیہ کا مترادف حدیث نبوی کے حوالے سے قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ برگساں سے متاثر ہونے کے سبب۔ اس حدیث سے صوفیہ کے متاثر ہونے کا ذکر پہلے اقتباس سے ظاہر ہے۔

''ارتقائے تخلیق'' کے نظریے کی پیشکش برگساں سے وابستہ کرنا درست نہیں۔ درحقیقت برگساں نے ''تخلیقی ارتقاء'' کا نظریہ پیش کیا ہے ''ارتقائے تخلیق'' اور ''تخلیقی ارتقاء'' میں فرق ہے اقبال نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ زمانے کو جو تصور برگساں نے دیا ہے۔ اس سلسلے میں وہ پہلا شخص نہیں بلکہ ابن خلدون اس سلسلے کے پیش رو ہیں۔

یہ محض سطحی نوعیت کی کلیہ سازی ہے اقبال نے حرکت و عمل کا تصور مغرب سے لیا ہے۔ اگر اقبال کے کلام نظم و نثر کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو اس میں شک باقی نہیں رہتا کہ اُن کے فلسفہ حرکت و عمل کا سب سے بڑا محرک اسلام ہے۔ وہ قرآن کو محض ایک کتاب نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے حیات انسانی اور کاروبارِ جہاں میں انقلاب لانے کا ایک مجرب نسخہ تصور کرتے تھے۔

فاش گویم آنچہ دل مضمراست
ایں کتاب نیست چیزے دیگر است
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

اس ساری بحث کے باوجود فلسفہِ حرکت و سکون کی جڑیں اقبال کی نجی زندگی میں تلاش کرنا قرین قیاس نہیں۔ سلیم احمد نے ایک کلیہ مرتب کر رکھا ہے کہ سب کچھ بطون ذات کے حوالے سے تلاش کرنا ہے لہٰذا وہ اپنے کلیے کی سچائی کیلئے سب کچھ اقبال کی ذات ہی میں تلاش کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱ ۔ اقبال اور صدائے کن فیکون مشمولہ اقبال ایک شاعر لاہور نقش اول کتاب گھر ۱۹۷۹ ص ۶۷
۲ ۔ اقبال اور صدائے کن فیکون مشمولہ اقبال ایک شاعر ص ۶۸
۳۔ ایضاً ص ۷۰
۴۔ ایضاً ص ۷۳
۵ ۔ خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر فکر اقبال لاہور بزم اقبال ۱۹۹۲ ص ۱۰۳
6 Allama Iqbal "The Conception of God and meaning of prayer" The Reconstration of Religios Thought in Islam" Lahore Sang-e -Meel 1996 p-69
7 Allama Iqbal "The Conception of God and meaning of prayer" The Reconstration of Religios Thought in Islam 1996 p-17